ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۹ جنوری سنہ ۱۹۶۲ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

ھدیہ ۲۵ پیسے

...مد انوار الحق خاں انور

درسِ قربانی

ملّتِ ابراہیمی سے رُوحِ ابراہیمؑ کا خطاب

اے مسلماں وارثِ میراثِ پیغمبرؐ ہے تو
آہ! لیکن آج خود گمراہ تیری ذات ہے
کچھ خبر ہے کیوں ترے اقبال کو آیا زوال
حُبّ دنیا کے لئے چھوٹا اجل کا جب سے پیار
سرد جب تیری رگوں میں ہو گیا جوشِ جہاد
کارزارِ زندگی میں جب سے چھوڑی رستخیز
لوحِ ذہن و دل سے مٹتا ہی گیا نقشِ خودی
تیری خواہش ہے کہ نکلے پردۂ شب سے سحر
گر رگوں میں تیری رقصاں خون ہے پانی نہیں
آتشِ ہستی چمن اس وقت تک بنتی نہیں
عشرتِ ہستی تو پوشیدہ ہے خود خطرات میں
عیشِ منزل تو نہاں دشواریٔ منزل میں ہے
راحتِ ساحل نہفتہ سوزشِ طوفاں میں ہے
اضطرابِ دل ہے راہِ زندگی پر سنگِ میل
حرکتِ ناختتم سے دل میں آب و تاب ہے
بے تگ و دو بھی کہیں ممکن ہے تعمیر کمال
یہ جمود و بے حسی دل کے لئے پیکانِ موت
دور کر دے ذہن و دل سے دہشت و خوفِ اجل
ہاں مصافِ زندگی میں باندھ کر سر سے کفن
مشکلاتِ زندگی کو اس طرح آسان کر
یہ تمنا ہے اگر ہو کامراں دینِ حنیف

راہِ حق پر کاروانِ عشق کا راہبر ہے تو
کیوں مسلّط تیری صبحِ زندگی پر رات ہے
تجھ کو لے ڈوبا ہے تیرا حُبّ جاہ و جنس و مال
لوٹ لی دستِ خزاں نے باغِ ملّت کی بہار
زندگانی کے ہر اک شعبے میں پھر پھیلا فساد
راہِ حق میں جان دینے سے کیا تُو نے گُریز
لاشۂ بے جان بن کر رہ گئی پھر زندگی
مسکرا پھر موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
جان لے لطف بقائے ذوقِ قربانی نہیں
دل میں کروٹ لے نہ جب تک موجۂ ذوقِ یقیں
چشمۂ حیواں ہے مضمر پردۂ ظلمات میں
زندگی ہے زندگی ہنگامہ جب تک دل میں ہے
خار بن جاتے ہیں گل ہمت اگر انساں میں ہے
ہے "تگا پوئے دمادم" اوجِ ہستی کی دلیل
سعیٔ پیہم مصحفِ ہستی کا زریں باب ہے
بے عمل، بے جہد بھی ممکن ہے تسخیرِ کمال
پستیٔ احساسِ ملّت کے لئے فرمانِ موت
اُٹھ خدا کا نام لے کر پھر ہو سرگرمِ عمل
اپنے خونِ دل سے کر سیراب ملّت کا چمن!
اپنی مرضی کو خدا کے تابعِ فرمان کر
عزمِ قربانی سے کر لے پہلے رُوح و دل عفیف

ذوقِ قربانی سے پیدا استیٔ کردار ہے
ہو یقیں پیدا تو ہر آتش کدہ گلزار ہے

(اشاعت تیرہ ہزار چار سو)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۷ — شمارہ ۳۷

۱۹ جنوری سنہ ۱۹۶۲ء
مطابق
۱۱ شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۱ھ

محکمہ تعلیمات و محکمہ جیلخانجات کا منظور شدہ

اس شمارہ میں

فون نمبر ۶۷۵۴۵

شرح چندہ

سالانہ:- گیارہ روپے — ششماہی:- چھ روپے
سہ ماہی:- تین روپے — فی پرچہ:- ۲۵ پیسے

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں
چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے

اداریہ

تغیرات سیاست اور قانونِ قدرت

زمانہ ترقی کا ہے یہاں ہر روز تغیر و تبدل اور نئی نئی ایجادات ہوتی رہتی ہیں۔ پرانی باتیں فرسودہ سمجھ کر ترک کی جا رہی ہیں۔ حتیٰ کہ اب تو لغت بھی بدل گئی۔ الفاظ کے مشہور و معروف معانی بھی باقی نہ رہے۔ حلیف ایک مشہور لفظ ہے۔ جب دو آدمی، دو قومیں یا دو حکومتیں آپس میں معاہدہ کرتی ہیں کہ وہ جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کریں گی، ایک پر حملہ دوسرے پر حملہ سمجھا جائے گا۔ تو ان ہر دو حکومتوں کو ایک دوسرے کا حلیف کہا جاتا اور اس مفہوم کے مطابق عمل کرنا لازم سمجھا جاتا ہے۔ ایسا معاہدہ کرکے اس کے مطابق کسی دشمن کے حملے کے وقت حلیف اور دوست کی مدد نہ کرنا کسی حکومت کی عزت و آبرو ختم کرنے اور کسی قوم کے وقار اور ساکھ کو تباہ کرنے کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا مگر آج معاملہ اس کے بالعکس ہے۔ پرتگال اور برطانیہ تقریباً سات سو سال سے حلیف اور دوست چلے آ رہے تھے۔ اور ہمیشہ آپس کے معاہدہ کی تجدید بھی کرتے آ رہے تھے۔ مگر آج برطانیہ کے دیکھتے دیکھتے پرتگال بھارت کے ہاتھوں پٹ گیا۔ اور برطانیہ کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی — پرتگال نیٹو کا ممبر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ شمالی اوقیانوس سے ملحقہ ممالک نے آپس میں معاہدہ کیا ہے کہ ان کا دفاع مشترک ہوگا۔ اس میں امریکہ، پرتگال فرانس، برطانیہ وغیرہ سارے ہی ممالک شریک ہیں مگر ان سب کا دوست پرتگال گوا میں ہندوؤں کے ہاتھوں ذلیل ہوا۔ چار پانچ ہزار پرتگالی گرفتار ہوئے اور پانچ سو سال کے قبضہ کے خلاف گوا پر غاصبانہ قبضہ کر لیا گیا۔ بیچارہ پرتگال چیختا چلایا۔ دہائی بھی دی۔ مگر اس پر کسی نے کان نہ دھرا اقوام متحدہ کا فیصلہ ہے۔ کہ جارحیت کی مذمت کی جائے اور ممبر ممالک کسی جارحیت کے مرتکب نہ ہوں۔ مگر یہ قانون عمل کے لئے نہیں یا صرف کمزور ممالک کے لئے ہے قوی اور طاقت ور جو چاہے کر سکتا ہے اسے پوچھنے والا کوئی نہیں۔

ہمیں ساری دنیا سے کیا غرض ہمیں تو اپنے ملک، اپنی مملکت، اپنے کشمیر اور اپنی قوم کا غم و فکر ہے۔ پاکستان نے مسئلہ کشمیر کو پھر سلامتی کونسل میں پیش کر دیا ہے۔ اور سلامتی کونسل کا اجلاس بھی طلب کیا ہے مگر روس سے ابھی سے آوازیں آنے لگی ہیں کہ سلامتی کونسل میں جب بھی کشمیر کے مسئلہ پر ووٹنگ کی نوبت آئی اور اکثریت پاکستان کے حق میں نظر آنے لگی تو روس پہلے کی طرح پھر ویٹو استعمال کریگا۔ یعنی اپنا حق تنسیخ استعمال کرکے اکثریت کے فیصلے کو کالعدم کر کے ہندوستان سے دوستی اور تعاون کا ثبوت دے گا۔ آج دنیا میں دو ہی بڑے دھڑے ہیں روس اور امریکہ۔ روس کھلم کھلا ہمارے خلاف ہے لے دے کے صرف اور امریکی گروپ ہے جو ہم سے ہمدردی کر سکتا ہے۔ بلکہ اخلاقاً و قانوناً وہ ہماری امداد کا پابند ہے اس لئے کہ وہ ہمارا حلیف ہے اور اس کے ساتھ ہمارا دفاعی معاہدہ

ہے۔ مگر افسوس کہ آج کی
یاست نے لغت بھی تبدیل
کر دی ہے۔ اب حلیف کا معنی
یر جانبدار ہے۔ دفاعی معاہدے کا
معنی یہ ہے کہ امریکہ سے کسی
کی جنگ چھڑے تو ہم ضرور اس
کی خاطر آتش جنگ میں کود پڑیں
لیکن ہماری کسی سے جنگ ہو
جائے۔ کشمیر پر بھارت حملہ کر
دے یا دوسری طرف افغانستان
سے ہی گڑبڑ ہو جائے تو ہمارا
دوست امریکہ ثالث بالخیر نہیں بلکہ
تماشائی بنا بیٹھا رہے۔ فرانس اور
برطانیہ نے کانگو میں جو کردار ادا
کیا اس نے اقوام متحدہ کے ممبروں
کی خود غرضیوں کا پردہ چاک کر
دیا ہے۔ کیا آڑے وقت میں
برطانیہ ہماری مدد کرے گا۔ جس
نے بقول مصریوں کے لبنان میں
بغاوت کرائی یا دولت مشترکہ کے
نام پر بھارت کی ناراضگی سے
اجتناب ہی کرتا رہے گا۔
بہر حال روس اور چین امریکی
معاہدوں کی وجہ سے ہم سے
دور ہیں اور امریکہ و برطانیہ ہمارے
دوست ہو کر بھی دوستی کا حق
ادا کرنے کو تیار نہیں ہیں —
افغانستان اپنی ضد اور مخالفت پر
اڑا ہوا ہے۔ کشمیر کا مسئلہ ہنوز
روزِ اوّل والا معاملہ ہے۔ ان
حالات میں پرتگال کی طرح پاکستان
کو بھی اپنے آئندہ طریق کار کے
بارے میں سوچنا پڑے گا۔
پاکستان کے صدر ایوب نے
کہا ہے کہ پاکستانی فوج ہر حملہ آور
کا مقابلہ کرنے کو تیار ہے۔ اس
میں شک نہیں کہ مسلمان قوم مرنا
جانتی ہے اس کے سامنے شہادت
کا مرتبہ اور دوامی حیات کا تصور
ہے۔ اور ایسی قوم کا مقابلہ کرنا
آسان نہیں۔ مگر عالم اسباب میں
بھی ہم کو سوچنا ہوگا۔ بین الاقوامی
تعلقات اور خارجہ سیاسیات پر غور
کرنا ہوگا۔ اور سب سے بڑھ کر
خود پاکستانی مسلمانوں کے دلوں کو
جوش جہاد سے گرمانے اور مکمل
یکجہتی سے حفاظت و استحکام

پر متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔
حکومت کو ہمارا دردمندانہ اور
خیرخواہانہ مشورہ ہے کہ وہ دینی
امور میں علماء دین کے مشوروں
سے مناسب اقدامات کرکے مسلمانوں
میں مخلصانہ ایثار و فدویت کا جذبہ
پیدا کرے۔ درحقیقت علماءِ دین
ہی ملک کی حقیقی طاقت ہیں۔ اور
وہ طبقہ علماء ہی کا ہے جو ذاتی
اقتدار کی خواہش کے بغیر صلاح و
فلاح اور تعمیر و اصلاح کی خدمات
انجام دیتا اور شرعی نافرمانی اور
دینی مجبوریوں کے سوا از راہِ عقیدہ
حکومت کی مخالفت کو گناہ سمجھتا
ہے۔ وہی لاکھوں اور کروڑوں
مسلمانوں کو اخلاقی تعلیم دے سکتے
اور جہاد پر ابھار سکتے ہیں۔ ہمیں
کامل یقین ہے کہ اگر ہم اپنے
کریم و رحیم آقا اور حافظ و ناصر
مولا کو راضی کرکے اس کی طرف
ایک قدم بھی اٹھائیں تو اس کی
رحمت دوڑ کر ہمیں اپنی آغوش
میں لے گی اور ہماری تمام
مشکلات حل ہو جائیں گی ہم تنہا
ہو کر بھی قوی ہوں گے۔ ابتداء
اسلام عرب بھی تو تنہا تھے اُن
مٹھی بھر عربوں نے شرق سے غرب
تک اپنے سے ہزار گنا بڑی طاقتوں
کو مغلوب کیا یہ اس لئے کہ وہ
اللہ تعالےٰ کے دین کے وفادار و
مددگار تھے۔

اس رب العزّت جل و علا کا
وعدہ آج بھی موجود ہے اِنْ تَنْصُرُوا
اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ
ترجمہ:۔ اگر تم اللہ کے دین
کی مدد کرو وہ تمہاری
مدد کرے گا۔ اور تمہارے
پاؤں خوب جما دے گا۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اس قانونِ قدرت
اور سنۃ اللہ کو سمجھنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین!

جرأت

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
(اقبال)

ظُلم

ارشاد باری تعالےٰ ہے:۔
مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ
وَّ لَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ○
(سورہ مومن ع ۲)
ترجمہ:۔ ظالموں کا کوئی
دوست نہیں اور کسی کی
شفاعت نہ مانی جائے گی
وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَھُمْ مِّنْ
وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ○
(سورہ شوریٰ ع ۱)
ترجمہ:۔ ظالموں کا کوئی
دوست نہیں اور نہ ان
کا کوئی مددگار۔

ارشادات حضور نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم:۔

ظلم قیامت کے دن تاریکی ہوگی

حضرت جابرؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ظلم سے ڈرو ظلم قیامت
کے دن تاریکیاں ہوں گی اور بخل
حرص سے بچو۔ بخل و حرص نے
اگلی امتوں کو ہلاک کیا اسی نے
ان کو اس بات پر آمادہ کیا
کہ اپنے خون بہائے اور حرام کو
جائز کیا۔ (مسلم)

قیامت میں حق والے کو حق دلایا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا قیامت میں حق
والوں کو حق دلائے جائیں گے
حتیٰ کہ منڈی بکری کو سینگ والی
بکری سے حق دلایا جائے گا۔
(مسلم)

مسلمان کے خون اور مال کی حرمت

حضرت ابن عمرؓ سے روایت

(باقی صد ۶ پر)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۳ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۱ر جنوری ۱۹۶۲ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا

عرض یہ ہے کہ صوفیائے کرام کے چار طریقے ہیں نقشبندی، سہروردی، چشتی اور قادری۔ میں سب کو حق پر سمجھتا ہوں۔ سارے طریقے مقبول بارگاہ الٰہی ہیں۔ سب صوفیائے کرام کا مقصد ایک ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنا۔ خدا کو یاد کرنے کے طریقے الگ الگ ہیں۔ میرا تعلق حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح (بغداد شریف) سے ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ کلمہ توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ جو کوئی ان پانچوں پر عمل کریگا وہ پکا مسلمان ہے اور جو نماز چھوڑ دے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔

ترجمہ:۔ جس نے نماز کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا پس تحقیق وہ کافر ہوگیا خواہ اس کا نام محمد دین، اللہ دتا ہو۔ نام سے مسلمان نہیں بنتا بلکہ کام سے بنتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اسلام کی بنیادوں پر اپنی ہمت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تحقیق اللہ تعالےٰ کے فرشتے راستوں میں اللہ کا ذکر کرنے والی مجالس کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ جب وہ کہیں کسی جماعت کو اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے پاتے ہیں تو اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلا کر اس مجلس کو اپنے پروں سے ڈھانپ کر آسمان دنیا تک جا پہنچتے ہیں۔ (چونکہ وہ نوری ہیں)

اللہ تعالےٰ عالم الغیب والشہادہ ہے لیکن فرشتوں کو گواہ بنانے کے لئے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! تیری حمد و ثنا اور بزرگی بیان کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر وہ مجھے دیکھ پائیں تو پھر اُن کی کیا حالت ہو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ پھر تو اور زیادہ تیری بزرگی اور تعریف بیان کرنے لگ جائیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز کو چاہتے ہیں اور کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یا اللہ! وہ جنت میں جانا چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ دیکھ پائیں تو ان کی کیا حالت ہو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ دیکھ پائیں تو جنت میں جانے کی اور زیادہ حرص پیدا ہو جائے اور اس کی بہت طلب کریں اور دوزخ سے بہت زیادہ دُور بھاگیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان تمام کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ یا اللہ! فلاں آدمی کسی کام کی غرض سے مجلس ذکر میں بیٹھے ہوئے کسی آدمی سے ملنے کو آیا تھا جو مجلس ذکر میں بیٹھا ہوا تھا تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی خالی نہیں جاتے۔

(رواہ البخاری)

اللہ تعالےٰ ہر جمعرات کو مغفرت کا تمغہ عطا فرما دیتے ہیں دعا کرتا ہوں کہ ہر جمعرات کو مجلس ذکر میں شامل ہو کر مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جنت میں جانا بہت ہی آسان مجلس ذکر میں شامل ہو کر مغفرت حاصل کرنی بہت ہی سستا سودا ہے۔

آج ایک چیز عرض کرتا ہوں۔ یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا۔

ترجمہ:۔ قیامت کے دن کوئی انسان کسی انسان کے کام نہ آئے گا۔

سارا معاملہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ ہوگا۔ اگر اللہ تعالےٰ راضی ہوگا تو جنت میں جائے گا ورنہ نہیں۔

انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کی اجازت سے شفاعت کریں گے۔ تاکہ انسان یہ سمجھے کہ میں نے انبیاء علیہم السلام کی تابعداری کی اور آج وہ مجھے کام آئی۔ اصل میں قیامت کے دن عذاب سے چھڑانے والا اللہ تعالےٰ ہے وہ جبّار و قہّار ہے۔ وہاں کسی کو دم مارنے کی اجازت نہ ہوگی۔

حضرت نوح علیہ السلام بڑے اولوالعزم پیغمبر گذرے ہیں۔ اللہ تعالےٰ

نے وعدہ فرمایا تھا کہ طوفان سے ان کے اہل و عیال کو بچاؤں گا۔ حضرت نوحؑ نے طوفان کے وقت اللہ تعالیٰ سے اپنی بیوی اور بیٹے کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اہل ہی نہیں۔ یعنی یہ تمہارا بیٹا ہی نہیں اور اسے طوفان میں غرق کر دیا۔

اگر باپ نیک اور پرہیزگار ہو اور بیٹا نافرمان اور بدکار ہو تو وہ نیکوں میں شامل نہیں ہوگا۔ اور قیامت کے دن نہیں چھوٹے گا۔ وہاں ہر انسان اپنے اعمال میں پکڑا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خاتمہ ایمان پر فرمائے (آمین!)

ظلم بقیہ صفحہ ۴ سے آگے

ہے کہ ہم لوگ حجۃ الوداع کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے آپ نے اللہ کی تعریف کی اور اس کی ثنا بیان کی، پھر مسیح و دجال کا ذکر کیا۔ اور اس کو طول دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ نے جس نبی کو بھیجا اس نے اپنی امت کو ڈرایا نوحؑ نے اور ان کے بعد آنے والے نبیوں نے ڈرایا آپ نے فرمایا دجال نکلے گا اگر اس کی کوئی حالت مخفی رہے تو یہ بات تم پر ظاہر ہو جائے گی کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے اور وہ سیدھی آنکھ کا کانا ہے گویا اس کی آنکھ ایک تیرتا ہوا انگور ہے اور سن لو کہ اللہ نے تم پر تمہارے خون تمہارے مال تمہارے اس دن کی حرمت کی طرح تم پر حرام کئے ہیں۔ سن لو کیا میں نے پہنچا دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا اے اللہ گواہ رہ۔ تین مرتبہ فرمایا۔ اور فرمایا تمہاری خرابی ہو یا یہ فرمایا تم پر رحم کرے۔ دیکھو میرے

بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم میں ایک دوسرے کی گردن مارے۔

مظلوم کی بددعا

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا اور فرمایا کہ ایک قوم تم سے ملے گی جو اہل کتاب ہیں۔ تو تم ان کو اسلام کی دعوت دینا جب وہ اسلام قبول کر لیں اور گواہی دیں کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور میں خدا کا رسولؐ ہوں تو ان کو بتانا کہ تم پر دن اور رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔ جب اس کو بھی مان لیں تو کہنا تم پر صدقہ فرض ہے، مالداروں سے لیا جائے گا اور غریبوں کو دیا جائے گا اگر وہ اس کو مان لیں تو تم ان کے اچھے مالوں سے بچنا، مظلوم کی بددعا سے بچنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ (بخاری۔ مسلم)

اللہ کی گرفت

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل دیتا رہتا ہے پھر جب ان کو پکڑتا ہے تو نہیں چھوڑتا۔ پھر یہ آیت پڑھی:۔

وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۔

(ہود۔ ع ۹)

ترجمہ۔ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب کسی بستی والوں کو پکڑا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔ بے شک اس کی پکڑ دردناک اور سخت ہے۔

(بخاری۔ مسلم)

زمین کے غاصب کو زمین کا طوق

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے بالشت بھر زمین غصب کی تو قیامت میں اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (بخاری۔ مسلم)

مال کے بدلے میں نیکی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کا مال غصب کیا۔ (بھائی سے مراد مسلمان ہیں) اس کی زمین ہو یا کوئی چیز، تو آج کے دن اس کو معاف کرا لے اس سے قبل کہ نہ اس کے پاس کوئی دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس کے اچھے عمل ہوئے۔ تو جتنا مال اس نے غصب کیا اتنی نیکیاں لے کر مظلوم کو دی جائیں گی اگر نیکیاں نہیں ہیں تو مال والے کی برائیاں غاصب پر لاد دی جائیں گی۔

(بخاری)

مسلمان کی تعریف

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو وہ کام چھوڑ دے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

(بخاری۔ مسلم)

خون ناحق

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کے دین میں برابر گنجائش ہے جب تک کہ وہ حرام خون نہ کرے۔

(بخاری)

خطبہ یوم الجمعۃ ۴ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۲ر جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

تذکیر بما بعد الموت

آپ کو یاد ہوگا۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لاجواب "حجۃ اللہ البالغہ" میں علم التذکیر کی تین قسمیں کی ہیں۔

۱۔ تذکیر بآلاء اللہ
۲۔ تذکیر بایام اللہ
۳۔ تذکیر بما بعد الموت

دو قسم کی تذکیرات کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے آج قسم سوم یعنی

تذکیر بما بعد الموت

کی مثالیں قرآن مجید سے بیان کی جائینگی۔

پہلی مثال

(فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اُولٰٓئِکَ یَنَالُہُمْ نَصِیْبُہُمْ مِّنَ الْکِتٰبِ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْہُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَہُمْ قَالُوْٓا اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَہِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ اَنَّہُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ ○ قَالَ ادْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ کُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّۃٌ لَّعَنَتْ اُخْتَہَا حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَکُوْا فِیْہَا جَمِیْعًا قَالَتْ اُخْرٰىہُمْ لِاُوْلٰىہُمْ رَبَّنَا ہٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِہِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِکُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ○ وَقَالَتْ اُوْلٰىہُمْ لِاُخْرٰىہُمْ فَمَا کَانَ لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْسِبُوْنَ ○

(سورۃ الاعراف رکوع ۴ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا۔ جو اللہ (تعالیٰ) پر بہتان باندھے یا اس کے حکموں کو جھٹلائے۔ ان لوگوں کا جو نصیب ہے۔ وہ ان کو مل جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان کے ہاں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے لئے آئینگے تو کہیں گے۔ کہ وہ کہاں گئے اللہ (تعالیٰ) کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے کہیں گے۔ ہم سے سب غائب ہوگئے۔ اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے فرمائے گا۔ جنوں اور آدمیوں میں سے جو اُمتیں تم سے پہلے ہو چکی ہیں۔ ان کیساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ جب ایک امت داخل ہوگی تو دوسری پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب گر جائیں گے۔ تو ان کے پچھلے پہلوں سے کہیں گے اے رب ہمارے ہمیں انہوں نے گمراہ کیا۔ سو تو انہیں آگ کا دگنا عذاب دے فرمائے گا۔ کہ دونوں کو دگنا ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے۔ پس تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں۔ پس بسبب اپنی کمائی کے عذاب چکھو۔

دوسری مثال

وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ م بِمِثْلِہَا ؕ وَتَرْہَقُہُمْ ذِلَّۃٌ ؕ مَا لَہُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ کَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ وُجُوْہُہُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ○ وَیَوْمَ نَحْشُرُہُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا مَکَانَکُمْ اَنْتُمْ وَشُرَکَآؤُکُمْ فَزَیَّلْنَا بَیْنَہُمْ وَقَالَ شُرَکَآؤُہُمْ مَّا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ ○ فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ ○

(سورۃ یونس رکوع ۳ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جنہوں نے بُرے کام کئے۔ تو بُرائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور ان پر ذلت چھائے گی اور انہیں اللہ (تعالیٰ) سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے۔ پھر مشرکوں سے کہیں گے۔ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو تو ہم ان میں پھوٹ ڈال دیں گے۔ اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے سو اللہ (تعالیٰ) ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے کہ ہمیں تمہاری خبر ہی نہ تھی۔

تیسری مثال

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝

(سورۃ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔

(اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ)

(سورۃ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا دوزخیوں سے ایک سوال

(قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝)

(سورۃ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا تم زمین میں گنتی کے کتنے برس رہے۔

دوزخی اللہ تعالیٰ کو جواب دیں گے

(قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ کہیں گے۔ ایک دن یا اس سے بھی کم رہے۔ پس آپ گنتی والوں سے پوچھ لیں

اللہ تعالیٰ کا جواب الجواب

قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ فرمائے گا۔ تم اس میں بہت نہیں۔ تھوڑا ہی رہے ہو۔ کاش کہ تم سمجھ لیتے۔ سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے۔ اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

(اقبالؔ)

یورپین اقوام کی اسلام دشمنی اور شرارت

مولانا فصیح الدین دھلوی متعلم دارالعلوم دیوبند تحریر فرماتے ھیں کہ:-

میرے سامنے اس وقت "مجلۃ دعوۃ الحق" کا اکتوبر ۱۹۶۱ء کا شمارہ ہے۔ عربی کا یہ ماہانہ رسالہ مراکش کی راجدھانی رباط سے شائع ہوتا ہے۔ اور وہاں کی وزارت اوقاف اسے شائع کرتی ہے۔ اس پرچہ میں دوران مطالعہ میری نظر اچانک ان دو خبروں پر پڑی۔ خبروں کا اصل عربی متن اور اردو ترجمہ حسب ذیل ہے!

۱۔ طلب سماحۃ الشیخ احمد محمد الھادی مفتی جامع الازھر الشریف اقامۃ دعوی امام المحاکم الدولیۃ ضد الشرکۃ السنمائیۃ التی ارادت اخراج شریط سینمائی فی ایران لتشخیص حیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقد ذکرت صحیفۃ "الاھرام" فی ھذا الصدد ان لجنۃ القوانین الدینیۃ فی جامع الازھر قد عقدت اجتماعاً جددت فیہ معاوضتھا التامۃ لعرض شخصیۃ النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی دور السینما و شاشات التلفزیون۔ والمسارح۔

۲۔ جاء فی جریدۃ البطالیۃ بان احدی الشرکات الایطالیۃ ستنتج فیلما حول حیاۃ الرسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمشارکۃ الامیرۃ ثریا الزوجۃ السابقۃ لشاہ ایران

"ترجمہ"

۱۔ جامعہ ازہر کے مفتی شیخ احمد محمد ہارون نے ایران کی ایک فلم کمپنی کے خلاف بین الاقوامی عدالت میں دعویٰ دائر کرنے کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ اس کمپنی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو فلمانے کا ارادہ کیا ہے!

اخبار "الاہرام" اس سلسلے میں رقمطراز ہے کہ جامعہ ازہر کی مذہبی قوانین کی کمیٹی نے اپنے اجلاس میں ایک بار پھر اس چیز کی زبردست مخالفت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو سینماہاؤسوں، ڈرامہ اسٹیجوں اور ٹیلی ویژن کے پردوں پر پیش کیا جائے

۲۔ ایک اطالوی اخبار کی اطلاع ہے کہ اٹلی کی ایک فلم کمپنی شاہ ایران کی سابقہ بیوی ملکہ ثریا کی مدد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے متعلق ایک فلم تیار کرے گی۔

ازافادات حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب مرحوم

فضائل شب برات

بعض اکابر امت کا قول ہے کہ اس رات میں پانچ فضیلتیں مہتم بالشان ہیں۔

۱- بڑے کاموں کا طے کر دیا جانا۔ قرآن پاک میں ہے فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ۔ شیخ نے ماثبت بالسنہ میں اس کے متعلق لطیف جملہ فرمایا ہے۔

و ذهب اکثر اهل العلم ان ذالك یکون فی لیلة القدر والابتداء فیه یکون فی لیلة النصف من شعبان

ترجمہ:- اکثر اہل علم کی رائے ہے کہ یہ معاملات شب قدر میں ہوتے ہیں اور شعبان کی پندرھویں شب سے شروع کر دئے جاتے ہیں۔

۲- اس رات میں عبادت کرنے کی فضیلت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں:۔

من صلی فی هذه اللیلة مائة رکعة ارسل الله الیه مائة ملك ثلاثون یبشرونه بالجنة و ثلاثون یؤمنونه من عذاب النار و ثلثون یدفعون عنه آفات الدنیا وعشرة یدفعون عنه مکائد الشیطان۔

ترجمہ:- جو شخص اس رات میں سو رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے پاس سو فرشتوں کو بھیجے گا تیس فرشتے اس کو جنت کی خوشخبری دیا کریں گے اور تیس فرشتے اس کو عذاب دوزخ سے اطمینان دلائیں گے اور تیس فرشتے دنیاوی آفتوں کو اس سے دُور کرتے رہیں گے اور دس فرشتے شیطان کی تدبیریں اس سے دُور کریں گے۔

۳- نزول رحمت

قال علیه السلام ان الله یرحم امتی فی هذه اللیلة بعدد شعر اغنام بنی کلب۔

ترجمہ:- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں میری امت پر بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ مغفرت کرتا ہے۔

۴- حصول مغفرت

قال صلی الله علیه وسلم ان الله تعالیٰ یغفر لجمیع المسلمین فی تلك اللیلة الا الکاهن او مشاحن او مدمن خمر او عاق للوالدین او مصر علی الزنا۔

ترجمہ:- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں تمام مسلمانوں کی مغفرت کرتا ہے بجز نجومی، کینہ ور، شرابی، ماں باپ کے نافرمان حرام کاری پر جمے رہنے والے کے۔

۵- اس رات میں دربار خداوندی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کاملہ و تامہ عطا کی گئی مروی ہے کہ آپ نے شعبان کی تیرھویں شب کو امت کی مغفرت کی دعا مانگی تو امت کی ایک تہائی کی مغفرت عطا کی گئی۔ چودھویں شب کو دوبارہ مغفرت کی دعا مانگنے پر امت کی دو تہائی کی بخشش عطا کی گئی، پندرھویں شب میں تیسری مرتبہ طلب مغفرت پر بجز ان لوگوں کے جو جبار و قہار کے سامنے بہت زیادہ سرکشی کریں سب کی مغفرت کا وعدہ کیا گیا۔

ان گرانقدر فضیلتوں پر غور کرو۔ اور گذشتہ کوتاہی پر افسوس کرو۔ اور کوشش کرو کہ آیندہ سے کبھی اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان کی پندرھویں شب کو خداوند عالم اپنے بندوں پر نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور اپنے تمام بندوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ بجز ان لوگوں کے جو کینہ ور ہوں یا انہوں نے خون ناحق کیا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ تعالیٰ ان تمام روحوں کے قبض کرنے کی تفصیل ملک الموت کو بتا دیتا ہے جو اس سال میں قبض کی جائیں گی

جب شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے تو خدا کی طرف سے ایک فہرست ملک الموت کو دی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جن جن لوگوں کا نام اس فہرست میں درج ہے ان کی روحوں کو قبض کرنا۔ تو بہت سے بندے بچھونا بچھاتے ہوتے ہیں کوئی نکاح کرتا ہوتا ہے کوئی تعمیر میں مصروف ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے۔

عن عائشہؓ سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول یفتح الله الخیر فی اربع لیال لیلة الاضحیٰ والفطر و لیلة النصف من شعبان ینسخ فیها الآجال والارزاق و یکتب فیها الحاج و فی لیلة عرفة الی الاذان۔

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چار راتوں میں ابواب خیر خدا کی طرف سے کھول دئے جاتے

ہیں۔ عیدالاضحٰی کی شب ہیں، عیدالفطر کی شب ہیں شعبان کی پندرھویں شب ہیں اس میں لوگوں کی عمریں لکھ دی جاتی ہیں اور روزی لکھی جاتی ہے حج کرنے والوں کی مقدار معیّن کی جاتی ہے اور چوتھی شب عرفہ کی شب اور راتوں کی یہ فضیلت (فجر کی) اذان کے وقت تک رہتی ہے۔

بیہقی میں ہے:۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ینزل اللہ الی السماء الدنیا لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لکل شیئٍ الا لرجل مشرک او فی قلبہ شحناء

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خداوند عالم شعبان کی پندرھویں شب کو آسمان دنیا کی طرف اپنی رحمت نزول فرماتا ہے۔ اور ہر شخص کی معفرت کرتا ہے بشرطیکہ وہ مشرک نہ ہو اور اس کے دل میں کسی کا بغض نہ ہو۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مروی ہے کہ جب شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے تو خداوند عالم اپنی مخلوق پر نظر رحمت ڈال کر مسلمانوں کی مغفرت کا حکم کرتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے۔ اور کینہ والوں کو ان کے کینہ کی وجہ سے معلق چھوڑے رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دلوں سے کینہ کو نکال دیں۔

اور یہ بھی بیہقی میں ہے۔ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو خداوند عالم نظر رحمت فرما کر تمام مخلوق کی مغفرت کر دیتا ہے بشرطیکہ وہ مشرک یا کینہ والے نہ ہوں۔

بیہقی میں ہے

عن عثمان رضؓ بن ابی العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان لیلۃ النصف من شعبان ینزل فیھا الی السماء الدنیا نادی منا دھل من مستغفر فاغفرلہ ھل من سائل فاعطیہ فلا یسأل احدٌ اعطی الا زانیۃ بفرجھا او مشرک۔

ترجمہ:۔ عثمان رضؓ بن ابی العاص کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے تو خداوند تعالیٰ کی رحمت کا نزول آسمان دنیا کی طرف ہوتا ہے اور خدا کی طرف سے پکار ہوتی ہے کہ کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کی مغفرت کر دوں کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو عطا کر دوں۔ اس وقت خدا سے جو مانگتا ہے ملتا ہے سوائے بدکار عورت اور مشرک کے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ شعبان کی پندرھویں شب کو باہر نکل کر آسمان کی طرف بہت دیکھتے تھے دریافت کرنے پر فرمایا کہ حضرت داؤد علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس رات میں اس وقت باہر نکل کر آسمان کو بہت دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ وقت ایسا ہے اس میں جو کوئی شخص کوئی دعا مانگتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور جو کوئی مغفرت طلب کرتا ہے اس کی مغفرت کرتا ہے بشرطیکہ عشر وصول کرنے والا یا جادوگر یا نجومی وغیرہ نہ ہو۔ اے خدا! اے داؤد کے پالنے والے تُو ان سب کی مغفرت فرما دے جو کہ تجھ سے اس رات میں مغفرت چاہیں اور استغفار کریں

ابن ماجہ نے اور بیہقی نے بروایت حضرت علی رضؓ ابن ابی طالب کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب میں رات بھر نماز پڑھو۔ دن کو روزہ رکھو، کیونکہ غروب شمس کے وقت سے لے کر طلوع صبح صادق تک خداوند عالم آسمان دنیا پر رہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کو بخشوں اور ہے کوئی طالب رزق کہ میں اس کو رزق دوں، ہے کوئی گرفتار مصیبت کہ میں اس کو مصیبت سے چھڑاؤں، ہے کوئی ایسا۔ ہے کوئی ویسا۔

بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف کہہ کر حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے کپڑے اتارے تھوڑی دیر نہ گذرنے پائی تھی کہ آپؐ نے ان کو پھر پہن لیا۔ مجھ کو یہ خیال آیا کہ آپ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی اور کے پاس جا رہے ہیں۔ اس لئے مجھ کو بہت غیرت آئی۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو لی۔ جا کر دیکھا تو آپؐ بقیع غرقد (مسلمانوں کے قبرستان) میں مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کر رہے ہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ آپ خدا کے کام میں مصروف ہیں اور میں دنیا کے کام میں۔ وہاں سے بہ تعجیل واپس ہوئی اور حجرہ میں واپس آ گئی۔ مگر میرا سانس پھولا ہوا تھا۔ اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور دریافت کیا کہ اے عائشہ رضؓ! کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ میرے پاس تشریف لائے۔ اور آپ نے جلدی سے دوبارہ کپڑے پہن لئے کہنے لگیں۔ مجھ کو یہ خیال کر کے سخت رشک ہوا کہ آپ ازواج مطہرات میں سے کسی اور کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں نے آپ کو خود بقیع غرقد میں جا کر دیکھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ اے عائشہ رضؓ! کیا تمہارا یہ خیال

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان

شب برات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

قدیم زمانہ سے دستور ہے کہ ہر ملک، ہر شہر، ہر قصبہ، ہر گاؤں میں ہر قسم کی تجارت کے لئے خاص خاص بازار قائم کئے جاتے ہیں - میلے اور نمائشیں منعقد کی جاتی ہیں جس کی غرض تجارت کی ترقی اور عام لوگوں کے حوائج بآسانی پورا ہونا ہے - تجارت پیشہ حضرات ان ایام و موسم کو اہتمام سے یاد رکھتے ہیں ان کے لئے پہلے سے تیاریاں کرتے ہیں - اور ان ایام کو تجارت کی ترقی کا زینہ سمجھتے ہیں پھر یہ بازار کہیں روزانہ صبح و شام کھلتے ہیں - اور کہیں ہفتہ وار یا ماہ وار اور زیادہ مہتمم بالشان نمائش سالانہ ہوتی ہیں - اسی طرح سمجھئے کہ ہر انسان شریعت کی نظر میں ایک تاجر ہے - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

کُلُّ مَنْ یَغْدُ فَبَایِعٌ نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْ مُوْبِقُھَا

ترجمہ - ہر شخص صبح کو اُٹھتا ہے - تو اپنے نفس کو فروخت کرتا ہے - پھر کوئی اس کو آزاد کر لیتا ہے اور کوئی ہلاک کر ڈالتا ہے

دینوی تجارت گاہیں اگر بازار ہیں جن کو حدیث میں اَبْغَضُ الْبِقَاع فرمایا گیا ہے - یعنی بدترین مقامات کو اس دینی تجارت کی جگہ مسجدیں ہیں - جن کو اَحَبُّ الْبِقَاع کا خطاب دیا گیا ہے - یعنی بہترین مقامات صبح و شام جب ہر شخص اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوتا ہے - تو اس منڈی کے ہوشیار تاجر اپنی دکانیں اَحَبُّ الْبِقَاع میں جا لگاتے ہیں -

علی الصبح چو مردم بکاروبار روند
بلاکشانِ محبت بکوئے یار روند

اس غیر محسوس تجارت کے لئے بھی ہفتہ وار ماہوار اور سالانہ نمائشیں مقرر ہیں - جن پر اس تجارت کا جزر و مد اور ترقی و تنزل موقوف ہے -

سب سے بڑی سالانہ نمائش رمضان المبارک میں ہوتی ہے - جو تمام مہینہ رہتی ہے جس میں لیل و نہار بازار گرم رہتا ہے مال کی نکاسی زیادہ اور ہر چیز کی قیمت ستر گنی - بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ اُٹھتی ہے - بازاروں کو آراستہ رکھا جاتا ہے اس بازار کے تمام خس و خاشاک یعنی شیاطین کو ایک طرف کر دیا جاتا ہے اور چھوٹی نمائشیں ہفتہ وار ہوتی ہیں - جن کو جمعہ کہا جاتا ہے اور شاید حدیث ذیل میں اسی کی طرف اشارہ ہے -

اِذَا سَلِمَتِ الْجُمُعَۃُ سَلِمَتِ الْاَیَّامُ وَاِذَا سَلِمَ رَمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَۃُ (از تفسیر در منثور)

ترجمہ - جب جمعہ کا دن سلامتی

شب برأت سے خطاب

اے شب برات عمر ہے تیری بہت بڑی ——— ہیں سِن و سال تیرے کہاں تک کروں شمار
ہے ہجرت رسولؐ کو یہ چودھویں صدی ——— اور تو ہر سال میں آتی ہے ایک بار
دیکھا ہے تو نے آنکھ سے اسلام کا عروج ——— تجھ کو تو خوب یاد ہے تاریخ روزگار
کرتا ہوں اک سوال تو مجھ کو جواب دے ——— پہلے بھی تھا یہ فرقۂ اسلام کا شعار
کیا اُمتِ نبیؐ کی یہی رسم و راہ تھی؛ ——— جو فی زمانہ ہے مروّج بہر دیار
بول اُٹھ جو تو نے دیکھی ہو اگلے زمانہ میں ——— حلوے کی چاٹ اور اناروں کی یہ بہار
ہے فرض عین آج پٹاخوں کا چھوڑنا ——— یہ مشغلہ نہ ہوئے تو بچے ہیں بیقرار
حلوہ نہ کھائے جو وہ مسلمان ہی نہیں ——— چھوڑے نہ جو انار وہ کاہے کا دیندار
سامان کوئی گھر میں میسّر اگر نہ ہو ——— حلوائی اور بنئے سے لے آتے ہیں اُدھار
بولی شب برات کہ میں کیا جواب دوں ——— لوگوں کے سر پہ جب سے جہالت ہوئی سوار
اسلام کے طریق سے بس ہو کے منحرف ——— کر بیٹھے ہیں مراسم بیہودہ اختیار
یہ قوم آج اہل جہاں کی نگاہ میں ——— بد رسمیوں سے آپ ہے اپنی ذلیل و خوار

اسلام میں پتہ بھی نہیں جن رسوم کا
اصل اصول دیں انہیں کرنے لگے شمار

سے گزر جائے تو سمجھو کہ ہفتہ کے باقی روز بھی سالم رہیں گے۔ اور جب رمضان سلامتی سے گزر جائے۔ تو سمجھ لو۔ کہ سارا سال سلامتی سے گزرے گا۔

ان دونوں چھوٹی اور بڑی نمائشوں کے علاوہ وسط سال میں مختلف مہینوں میں چھوٹے بڑے بازار لگے رہتے ہیں۔ جن میں سے ایک ہماری مقصود اور بالذکر شب برات بھی ہے برأت کے معنے لغت میں بری ہونے کے ہیں۔ اس رات میں چونکہ گنہگاروں کی مغفرت اور مجرموں کی برأت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو شب برأت کہتے ہیں۔ اور پھر کثرت استعمال سے شب برأت زبان زد ہوگیا۔ اور وہ شعبان کی پندرھویں رات ہے چودہ تاریخ کی شام سے شروع ہوتی ہے۔ اس مبارک رات میں بھی اُخروی تجارت کی ایک بڑی نمائش ہوتی ہے۔ احادیث نبویہ اس کے فضائل و برکات کی شاہد ہیں۔

حدیث ۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں اپنی تمام مخلوق کی طرف ایک توجہ فرماتے ہیں۔ اور مشرک اور کینہ ور آدمی کے سوا سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں اور اس مضمون کو امام احمد نے مسند میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روائت سے نقل کیا ہے۔

حدیث ۲: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ تو میں تلاش کے لئے نکلی۔ آپ بقیع (قبرستان مدینہ) میں تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ اور کہا کہ آج نصف شعبان کی رات ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کو جہنم سے نجات دے گا۔ جتنے قبیلہ کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔ عرب میں اس قبیلہ کی بکریاں سب سے زائد تھیں۔ مگر چند بد نصیب شخصوں کی طرف اس رات میں بھی نظر عنایت نہ ہوگی۔ یعنی مشرک کینہ ور اور قطع رحمی کرنے والا اور پائجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔ اور اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔ اور شراب نوش (رواہ البیہقی کذافی الترغیب)

اور بعض روایات میں اُن لوگوں کا بھی استثناء آیا ہے۔ ظلم سے محصول لینے والا۔ جادوگر غیب کی چیزیں بتلانے والا، جیسے آج کل فال والے اور ناجائز عملیات و حاضرات والے کرتے ہیں۔ عریف یعنی ہاتھوں کے خطوط یا دیگر آثار دیکھ کر آئندہ کے حالات بتلانے والا ظالم سپاہی طبل بجانے والا یا چوسر کھیلنے والا چوسر کھیلنے والا، عرطبہ یعنی طنبور والا (کذا فی ماثبت بالسنۃ للشیخ الدہلوی)

اس حدیث کے ابتدائی جملے باختلاف الفاظ ابن ماجہ ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کئے ہیں۔

حدیث ۳: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ایک رات آنحضر صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لئے کھڑے ہوئے نماز شروع کی اور سجدہ میں پہنچے تو اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے یہ خطرہ ہوگیا۔ کہ شاید خدانخواستہ آپ کی رُوح قبض ہوگئی ہے۔ یہاں تک کہ میں پریشان ہوکر اُٹھی اور پاس جاکر آپ کے انگوٹھے کو حرکت دی۔ تو آپ نے کچھ حرکت فرمائی۔ جس سے مجھے اطمینان ہوگیا۔ اور میں اپنی جگہ لوٹ آئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو تھوڑے سے کلام کے بعد فرمایا۔ کہ تم جانتی ہو یہ کون سی رات ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ خداوند عالم اس رات کو خاص طور سے اہل عالم کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔ اور مغفرت مانگنے والوں کو مغفرت، اور رحم کی دعا کرنے والوں پر رحم فرماتے ہیں۔ مگر آپس میں کینہ رکھنے والوں کو اس وقت بھی، اپنے ہی حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔

(رواہ البیہقی از ترغیب)

حدیث ۴: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جب نصف شعبان کی رات آئے تو رات کو جاگو۔ اور نماز پڑھو۔ اور دن کو روزہ رکھو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس رات کو غروب آفتاب کے وقت سے ہی نیچے کے آسمان پر تجلی فرماتے ہیں۔ اور ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ہے کوئی استغفار کرنے والا کہ ہم اُس کی مغفرت کردیں ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ ہم اس کو رزق دیں۔ ہے کوئی گرفتار بلا کہ ہم اس کو مصیبت سے عافیت دیں۔ یہ صدائے عام اسی طرح برابر جاری رہتی ہے۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہو جائے۔

(رواہ ابن ماجہ کذا فی الترغیب)

حدیث ۵: ارشاد نبوی ہے۔ کہ اس رات میں ہر شخص کی عمریں جو باقی ہیں۔ اور اُن کو جو کچھ رزق ملنا ہے۔ وہ لکھا جاتا ہے۔ اور جس کو حج کی توفیق ہوگی وہ بھی لکھا جاتا ہے۔

حدیث ۶: عطا ابن یسارؓ فرماتے ہیں۔ کہ اس شب میں ملک الموت کو ایک فرد مل جاتی ہے۔ اور حکم ہوتا ہے۔ کہ جو جو اس میں درج ہیں۔ اُن کی جان اس سال میں مقرر کردہ وقت پر قبض کرلینا تو بعض آدمی درخت لگا رہا ہے۔ بیبیوں سے نکاح کر رہا ہے۔ اور مکان تعمیر کر رہا ہے۔ اور اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہے۔

(بحوالہ ماثبت بالسنۃ)

بعض مفسرین نے سورۃ دخان کی پہلی آئیت: اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ میں لیلہ مبارکہ کی تفسیر بھی شب برات سے کی ہے۔ لیکن محققین کے نزدیک یہ صحیح نہیں جیسا کہ امام ابن کثیر نے تصریح فرمائی ہے

احادیث مذکورہ کا خلاصہ

شب برات کے مسنون اعمال

ان احادیث سے جس طرح اس مبارک رات کے بیش بہا فضائل و برکات معلوم ہوئے۔ اسی طرح یہ

بھی معلوم ہوا۔ کہ مسلمانوں کے لئے اس رات میں اعمال ذیل مسنون ہیں۔

۱۔ رات کو جاگ کر نماز پڑھنا۔ اور ذکر تلاوت میں مشغول رہنا۔

۲۔ اللہ تعالےٰ سے مغفرت اور عافیت اور اپنے مقاصد دارین کی دُعا مانگنا۔

۳۔ اس رات کو تنہا قبرستان میں جانا اور مردوں کے لئے دعا و استغفار کرنا۔

۴۔ اس کی صبح کو یعنی پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنا۔

یہی وجہ ہے۔ کہ صحابہ و تابعین سے اس رات میں جاگنا اور اعمال اعمال مسنونہ پر عمل کرنا قابلِ اعتماد روایات سے ثابت ہوا ہے (دیکھو آخر مواہب اللدنیہ)

ابن حاج مکی مدخل صفحہ ۲۴۸ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "سلف صالحین اس رات کی تعظیم کرتے اور اس کے لئے پہلے سے تیاریاں کرتے تھے"

یہ اعمال مسنونہ ہیں۔ ان کے علاوہ جو کچھ آتش بازی یا حلوہ پکانا، چراغ زیادہ جلانا، برتن بدلنا، گھر کا لیپنا وغیرہ وغیرہ ہمارے شہروں میں مروج ہیں۔ سب کے سب بدعات ہیں۔ جو درپردہ دین محمدیؐ کی توہین و تنقیص یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام لگانا ہے۔ کہ معاذاللہ آپؐ نے تبلیغ و احکام میں خیانت کی کہ بعض ضروری باتیں بیان نہیں فرمائیں۔ جن کو اب آئے دن عوام پورا کر رہے ہیں نعوذ باللہ منہ۔

تنبیہ! نیز ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل گناہ اس قدر سخت ہیں۔ کہ ان کی نحوست اس مبارک رات کے برکات سے محروم کر دیتی ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

۱۔ خدا کی ساتھ کسی کو اُس کی ذات یا صفات میں شریک سمجھنا

۲۔ کسی مسلمان بھائی سے کینہ رکھنا۔

۳۔ قریبی عزیزوں کے جو حقوق ہمارے ذمہ ہیں۔ اُن کو ادا نہ کرنا اور اُن سے بدسلوکی کرنا

۴۔ پائجامہ یا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔

۵۔ والدین کی نافرمانی کرنا

۶۔ شرابی ہونا۔

۷۔ ظلم سے محصول یا رشوت لینا۔

۸۔ جادو کرنا۔

۹۔ غیب کی خبر بتلانا۔ فال نکالنا وغیرہ۔

۱۰۔ ہاتھ کے خطوط دیکھ کر غیب کی چیزیں بتلانا۔

۱۱۔ طبل یا طنبورہ بجانا۔

۱۲۔ چوسر کھیلنا۔

شب برأت کی بدعات

اور

اُن کی دینی و دُنیاوی تباہی

اس مُبارک رات کے فضائل و برکات لکھنے کے بعد افسوس کے ساتھ یہ بھی لکھنا پڑتا ہے۔ کہ آج ہماری شومئی اعمال نے اس کے ثواب کو عذاب سے اور برکات کو دینی و دنیوی نقصانات سے بدل دیا ہے۔

مسلمان کبھی وہ لوگ تھے۔ جو ہر شر میں سے کوئی خیر اور ہر برائی میں سے کوئی بھلائی اور نقصان و مضرت کی جگہ سے بھی نفع کماتے تھے۔ اور آج ہماری شامتِ اعمال نے اس طرح کایا پلٹ دی ہے۔ کہ ہر بھلائی کی جگہ سے بُرائی اور نفع کی جگہ سے بھی نقصان ہمارے حصہ میں آتا ہے۔

رمضان کے مبارک لیل و نہار شعبان کی قابل قدر رات ہم پر گزر جاتی ہے۔ مگر ؎

شعبان گذشت و این دل زار ہماں
رمضان بگذشت و این دل زار ہماں

غرض اپنی شومئی اعمال کسی برکت کا حصہ نہیں لینے دیتی۔ بلکہ طرح طرح کی بدعتیں اور قبیح رسمیں ایجاد کرکے ہر ایک برکت کو اپنے لئے مصیبت بنا دیتی ہیں۔

شب برات بھی ان خرافات سے محفوظ نہ رہ سکی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ چھوڑ کر قسم قسم لغو رسمیں ایجاد کر لی گئیں جن کو فرائض کی طرح التزام سے ایجاد کیا جاتا ہے۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

رسم آتشبازی اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا نقصان

یہ رسم نہ صرف ایک بے لذت گناہ ہے۔ بلکہ اس کی دنیوی تباہیاں بھی ہمیشہ آنکھوں کے سامنے آتی ہیں

۱۔ ایک تو اپنے مال کا ضائع کرنا اور بے جا اسراف ہے۔ جو دنیا میں بھی علاوہ مذموم ہونے کے ہر قسم کی بربادی کا دروازہ ہے۔ اور قرآن کریم ایسے شخص کو شیطان کا بھائی فرماتا ہے۔

کہا جاتا ہے۔ کہ صرف پاکستان کے مختلف شہروں میں جو مسلمانوں کا روپیہ آتش بازی میں سالانہ پھونکا جاتا ہے۔ اس کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے ہے۔ آہ! جس قوم کی اقتصادی حالت اس قدر نازک اور خطرناک ہو۔ اور جس کو افلاس نے دوسری قوموں کا غلام بنا رکھا ہو۔ اُس کا اتنا روپیہ اس طرح فضول اور بیہودہ رسم میں ضائع ہو۔ تو اس کی قومی زندگی کی کیا توقع کی جاسکتی ہے

۲۔ اپنی جان کو اور اپنے بچوں کو اور پاس پڑوس والوں کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ ہر سال صدہا واقعات اس قسم کے پیش آتے ہیں۔ کہ گھر کے گھر آتش بازی سے تباہ ہوجاتے ہیں۔

۳۔ شب برات میں بچوں کو آتش بازی کے لئے پیسے دیئے جاتے ہیں۔ جو بچپن ہی سے انہیں احکام الٰہی کی نافرمانی کی تعلیم اور بیہودہ رسوم کا خوگر بناتا ہے۔ جن کے لئے شرعی حکم تھا کہ ابتداء سے بچوں کو اچھے اعمال اور اخلاق سکھاؤ، اچھی عادتوں کا خوگر بناؤ، گویا۔ نعوذ باللہ۔ شرعی حکم کا پورا مقابلہ ہے

۴۔ یہ خرافات ہر جگہ، ہر وقت بُری ہیں۔ لیکن شب برأت میں جب کہ رحمت خداوندی ہر

ایک شخص کو توبہ و استغفار کی طرف بُلا رہی ہے۔ ان واہیات کاموں میں مبتلا ہونا درحقیقت اس کی نعمت کو ٹھکرانا ہے (والعیاذ باللہ) اور اسی لئے اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ کہ مبارک مقامات اور مبارک اوقات میں جس طرح نیک عمل کا ثواب بڑھتا ہے۔ اُسی طرح گناہ کا عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔

رسم حلوہ

اس کو بھی ایسا لازم کر لیا گیا ہے۔ کہ اس کے بغیر شب برات ہی نہیں ہوتی فرائض و واجبات کے ترک پر اتنی ندامت وافسوس نہیں ہوتا جتنا اس کے ترک پر اور جو شخص نہیں کرتا اس کو کنجوس بخیل وغیرہ کے القاب دے کر شرمایا جاتا ہے۔ جس میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں ایک غیر ضروری چیز کا فرض و واجب کی طرح التزام کرنا۔

۲۔ فضول خرچی وغیرہ وغیرہ اور اس نو ایجاد شریعت کے لئے طرح طرح کی لغو ضرورتیں تراشی جاتی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک جب شہید ہوا تو آپ نے حلوہ نوش فرمایا تھا۔ یہ اس کی یادگار ہے۔ اور کوئی کہتا ہے۔ کہ حضرت امیر حمزہ اس تاریخ میں شہید ہوئے تھے۔ اُن کی فاتحہ ہے۔

اول سرے سے یہی غلط ہے کہ دندان مبارک ان دنوں میں شہید ہوا ہو۔ یا امیر حمزہ اس تاریخ میں شہید ہوئے ہوں۔ کیونکہ دونوں حادثے ماہ شوال میں واقع ہوئے ہیں۔ اور پھر بالفرض اگر ہوں۔ بھی تو اس قسم کی یادگاریں بغیر کسی شرعی امر کے قائم کرنا خود بدعت اور ناجائز ہے۔ اس کے علاوہ یہ عجیب طرح کی فاتحہ ہے کہ خود ہی پکایا اور خود ہی کھا گئے یا دو چار اپنے احباب کو کھلا دیا۔ فقیر اور مساکین جو اس کے اصلی مستحق ہیں۔ وہ یہاں بھی دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں۔ بالخصوص جب کہ واجبات کی طرح التزام ہونے لگے۔ تو ایسی صورت میں مباح بلکہ مستحبات بھی فقہاء کے نزدیک قابل ترک ہو جاتے ہیں۔

مسجدوں میں زیادہ چراغ جلانا

بعض شہروں میں دستور ہے۔ کہ اس تاریخ میں مسجدوں میں چراغاں کیا جاتا ہے۔ ضرورت سے بہت زیادہ چراغ جلائے جاتے ہیں۔ یہ بالکل کفار کے ساتھ مشابہت اور ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے۔ جو سخت ناجائز اور حرام ہے۔ قرآن کریم کفار کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے والوں کو انہیں کی مانند فرماتا ہے اور حدیث میں ہے۔ جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے۔ وہ انہیں میں سے ہے۔ علی ابن ابراہیم فرماتے ہیں۔ کہ اس رات میں زیادہ روشنی کرنا برامکہ سے شروع ہوا ہے۔ یہ لوگ اصل میں آتش پرست تھے۔ جب اسلام لائے۔ تو انہوں نے یہ رسم اسلام میں داخل کی۔ تا کہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے وقت آگ کو سجدہ کریں۔ پھر آٹھویں صدی ہجری میں اُن منکرات کا ائمہ ہدیٰ نے خوب قلع قمع فرمایا۔ اور بلاد مصر و شام سے ان رسوم کو مٹا دیا گیا۔ بعض اکابر نے اس کی وجہ سے مسجد میں اس رات کو جانا چھوڑ دیا۔ عجب نہیں۔ کہ ہمارے زمانہ کی آتشبازی اسی کا شعبہ ہو، ماثبت بالسنۃ،

برتنوں کا بدلنا اور گھر کا لیپنا وغیرہ

بعض لوگوں نے اس رات میں لیپنے اور برتن بدلنے کی عادت ڈالی رکھی ہے۔ یہ بھی محض لغو اور بے اصل ہونے کے علاوہ ہندوؤں کے ساتھ مشابہت ہے جس کی حدیث و قرآن میں سخت ممانعت ہے۔

مسُور کی دال پکانا

بعض لوگ اس تاریخ میں مسُور کی دال ضرور پکاتے ہیں۔ اس کی ایجاد کی وجہ بھی اب تک معلوم نہیں ہوئی۔ اس میں وہی خرابیاں موجود ہیں جو رسم حلوہ میں ذکر کی گئی ہیں

مسجدوں میں اجتماع اور شور و شغب

رات کو جاگنے کے لئے اگر اتفاقاً دو چار آدمی مسجد میں جمع ہو گئے۔ اور اپنی تلاوت میں مشغول رہے۔ تو اس میں مضائقہ نہیں۔ لیکن بعض شہروں میں اس کو بھی اس حد تک پہنچا دیا گیا ہے۔ کہ اس کو روکنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً بلا بلا کر اہتمام سے لوگوں کو جمع کرنا اور پھر شور و شغب اور لہو و لعب میں رات گزارنا اسی طرح اہتمام کیساتھ مسجدوں میں اجتماع بھی نو ایجاد بدعت ہے۔ صحابہ کرام جن سے زیادہ کوئی عبادت کا شوقین نہیں ہوسکتا کبھی اس طرح جمع نہیں ہوتے تھے اور پھر اس اجتماع کی وجہ سے جو شور و شغب مسجدوں میں ہوتا ہے۔ تو وہ دوسرا گناہ ہے۔ فرشتے ایسے لوگوں کے لئے بد دعا کرتے ہیں جو مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں یا شور مچائیں۔

اس کے علاوہ عالمگیر غفلت اور جہالت کی وجہ سے اور بہت سی باتیں آداب مسجد کے خلاف اور ملائکۃ اللہ کی ایذاء کا باعث ہوکر بجائے نفع کے نقصان و خسران کا سبب بن جاتی ہیں (نعوذ باللہ منہ)

الغرض اس رات کے اعمال مسنونہ صرف وہ ہیں۔ جو اُوپر بیان کئے گئے۔ ان کے علاوہ جو کچھ لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔ وہ سب بدعات و محرمات اور دینی و دنیوی خسران اور بربادی کا باعث ہیں۔ ان کے کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ کہ آدمی پیر پھیلا کر سوئے۔ اور کچھ نہ کرے

تنبیہ۔ اس ساری گزارش کا حاصل یہ ہے۔ کہ مسلمان اُن اُخروی نمائشوں کو غنیمت سمجھ کر اُن سے نفع اُٹھائیں۔ اور اس مبارک رات میں اعمال مسنونہ کے ساتھ جاگ کر قبر میں آرام سے سونے کا سامان کرلیں۔

صحابہؓ کی تبلیغی خدمات

محمد عبداللہ قاسمی حیدرآبادی (فاضل دیوبند)

وہ بزرگ، مقدس، بابرکت ہستیاں جنہیں ہم اور آپ صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جن کی شان میں پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ ط

ترجمہ:۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے۔

ان برگزیدہ حضرات نے جو تبلیغی خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ اسلام کے زریں صفحات پر تابناک نقوش ہیں اور مستقل موضوع کی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ واقعہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اسلام لانے کے بعد خاموش نہیں بیٹھے بلکہ ایک داعی اور مبلغ بن کر اٹھے۔ انہوں نے نہ صرف اردگرد کی فضا کو متاثر کیا بلکہ سرزمین عرب سے باہر بھی قدم رکھا اور تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا کو اسلام سے روشناس اور سینکڑوں کو مائل بہ اسلام کر دیا۔

درحقیقت صحابہ کرامؓ اسلام کا نمونہ بن کر نکلے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ تھے۔ انہیں تبلیغ اسلام کی راہ میں تکلیفوں کی بالکل پروا نہ تھی۔

وہ چاہتے یہ تھے کہ ان کے ذریعہ لوگ دین اسلام سے روشناس ہوں اور اس کی تعلیمات کو قبول کرلیں۔ دین کے مختلف شعبے ہیں اور ان تمام شعبوں پر صحابہ کرام حاوی تھے۔ ان کی تبلیغی خدمت کلمۂ توحید کے پھیلانے تک محدود نہ تھی۔ بلکہ ان کے سامنے درس قرآن بھی تھا، تعلیم حدیث بھی۔ تصوف بھی تھا اور فقہ اور فتاویٰ بھی۔ چنانچہ صحابہ کرام میں ایسی بھی جماعتیں تھیں جو دین کو سیکھنے سکھانے، سمجھنے سمجھانے کا مستقل کام کرتی تھیں۔

ہمارے سامنے اس وقت تبلیغ اسلام کے ابتدائی تیرہ سال ہیں۔ جسے مکی زندگی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے دکھانا یہ ہے۔ کہ صحابہ کرام کا یہ نمایاں وصف اور عام دستور تھا کہ ہر وہ شخص جو مسلمان ہوتا باوجود مخالف ماحول اور مخالف فضا کے مستقل ایک مبلغ بن جاتا اور جو بات بھی اسلام کی حاصل کرتا بقدر عزم و ہمت اس کا پھیلانا، دوسروں تک پہنچانا اس کی زندگی کا ایک مستقل مشغلہ بن جاتا۔ اگرچہ ابتدائے اسلام میں صحابہ کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز نہ تھی۔ اس مختصر جماعت کی یہ حیرت انگیز کامیابی تھی کہ اس کی جد و جہد سے اسلام کی آواز مکہ سے باہر پہنچی۔ اس سلسلہ میں جن حضرات کا نام سر فہرست آتا ہے۔ ان میں سے حضرت صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰؓ جیسی شخصیات کو تاریخ میں نمایاں ترین اور عالمگیر حیثیت حاصل ہے جنہوں نے اپنی روشن ضمیری، علمی و عملی طاقت سے دنیا کی رہنمائی کی۔

اسی فہرست میں مصعبؓ بن عمیر، جعفرؓ طیار، ابوعبیدہؓ بن جراح جیسے اولوالعزم اصحاب ہیں، جنہوں نے اپنی تبلیغ سے یثرب (مدینہ) حبش، نجران میں اسلام کی اشاعت کی۔

اور اسی فہرست میں لبیدؓ، سویدؓ بن صامت (الملقب بہ کامل) اور انیسؓ (برادر ابوذر غفاری) جیسے فصیح و بلیغ خطیب و شاعر ہیں۔ یہ وہ ارباب علم و فضل ہیں جن کے علمی فیوض سے ہزارہا بندگان خدا نے استفادہ کیا۔ اور جنہوں نے عرب کے مختلف قبائل کو متاثر کیا۔

آیئے اس اجمال کے بعد ہم صحابہ کرام کی تبلیغی خدمات کا قدرے تفصیلی جائزہ لیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ

آپ کا شمار مکہ کے بڑے رئیسوں میں ہوتا تھا ہر شخص آپ کی شرافت اور عظمت کا خیال کرتا تھا۔

یہ سعادت آپ ہی کو حاصل ہے کہ بڑوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور اسلام لاتے ہی تن، من، دھن سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لئے کمربستہ ہو گئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَا نَفَعَنِي أَحَدٌ قَطُّ كَمَالِ أَبِي بَكْرٍ۔ یعنی کسی کے مال نے مجھ کو وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکرؓ کے مال نے دیا۔

دراصل حضرت ابوبکرؓ نے اپنا اثاثہ اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس سلسلہ میں آپ کا یہ نمایاں کارنامہ ہے کہ کمزور اور مظلوم مسلمانوں کو ان کے ظالم اور سنگدل مالکوں اور آقاؤں کے پنجوں سے خرید چھڑایا اور انہیں اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا۔

بہرکیف ابتدائے اسلام میں خفیہ طریقے سے اسلام کی تبلیغ کی جاتی تھی۔ جب مسلمانوں کی تعداد ۳۹ تک پہنچی تو صدیق اکبرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا کی جائے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو انکار فرمایا مگر صدیق اکبرؓ کے اصرار پر مسجد حرام میں تشریف لے گئے وہاں حضرت صدیق اکبرؓ نے تبلیغی خطبہ شروع کیا۔ واضح رہے۔ یہ اسلام میں سب سے پہلا خطبہ تھا۔ اس علی الاعلان تبلیغ پر کفار

مکہ بھڑک اٹھے۔ انہوں نے صدیق اکبرؓ کے ساتھ انتہائی ظالمانہ برتاؤ اور سنگدلانہ سلوک کیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو اپنی ذات سے زیادہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر تھی۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط (ایک کافر) حضور پُرنور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ نہایت بدسلوکی سے پیش آ رہا تھا۔ آپ کے گلوئے مبارک میں چادر ڈال کر گلا گھونٹ رہا تھا۔ کسی نے حضرت ابوبکرؓ کو اس واقعہ کی اطلاع کی۔

ادرک صاحبک۔ یعنی اپنے رفیق کی خبر لو۔ یہ سنتے ہی حضرت صدیق اکبرؓ دوڑتے ہوئے خانہ کعبہ پہنچے۔ عقبہ کو دھکے دے کر ہٹایا۔ اور کہا وَیْلَکُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَ قَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ۔ یعنی تم پر افسوس ہے کیا تم ایک شخص کو اس کی اس بات پر مارتے ہو کہ میرا رب اللہ ہے اور حال یہ ہے کہ وہ خدا کی جانب سے روشن دلیلیں تمہارے پاس لایا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ مبلغ اسلام کی حمایت کرنا بھی ایک تبلیغی خدمت ہے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے ہمیشہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور دامے، درمے، سخنے ہر ممکن طریقہ سے اسلام کا پرچار کیا۔

اسلام کے ابتدائی دور میں صدیق اکبرؓ کی تبلیغ و ترغیب سے جو لوگ مسلمان ہوئے ان کے نام یہ ہیں:-

حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت عبیدہؓ بن جراحؓ، حضرت عبداللہ بن ہلالؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت عامر بن فہیرہ ازدیؓ، حضرت ابو حذیفہؓ بن عتبہ، حضرت ام الفضلؓ، حضرت اسماءؓ بن عمیس، حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ، حضرت فاطمہؓ اخت عمرؓ۔

اسلام کے لئے وہ گھڑی بھی کس قدر نازک تھی جب کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور صدمہ سے صحابہ کرام کا برا حال تھا۔ خصوصاً حضرت عمر فاروقؓ کا یہ عالم تھا کہ ہاتھ میں تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص یہ کہے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو اس کا سر قلم کر دوں گا۔

در اصل حضرت عمرؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یقین ہی نہیں آتا تھا۔ کیونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ جیسے حضرت موسیٰؑ طور پر تشریف لے گئے تھے اسی طرح حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں بہت جلد واپس تشریف لے آئیں گے۔ غرض یہ کہ صحابہ کرامؓ سخت حیرانی اور پریشانی میں تھے۔ صرف حضرت صدیق اکبرؓ کا دم تھا کہ اس حادثہ عظیم کو برداشت کرتے ہوئے بلیغ خطبہ پڑھا جس سے ایک طرف حضرت عمرؓ کے خیال کی اصلاح ہو گئی۔ اور دوسری طرف عام صحابہؓ میں صبر و ضبط کی تلقین کی صورت پیدا ہوئی۔ وہ خطبہ یہ تھا:-

اَمَّا بَعْدُ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ قَالَ اللّٰہُ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ط اَفَاِئْنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ ط وَ مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا ط وَ سَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ ۵ پ ۴ ع ۶

ترجمہ:- جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ وہ انتقال کر گئے اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ یاد رکھے کہ اللہ دائم اور ہمیشہ زندہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بس رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں کہ جن پر موت وغیرہ نہ آ سکے) سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید بھی ہو جائیں تو کیا؟) تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص اُلٹا پھر جائے گا تو خدا تعالیٰ کا تو کوئی نقصان نہیں کرے گا (اپنا ہی کچھ کھو دے گا) اور خدا تعالیٰ جلد ہی جزا دے گا، حق شناس لوگوں کو۔

(بیان القرآن)

جب صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی زبان سے یہ آیت وما محمد الا رسول... الخ سنی تو ان کی آنکھوں سے تذبذب اور استعجاب کا پردہ اٹھ گیا۔ گویا اس وقت محسوس ہوا کہ یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ جو صحابہ میں نسبتاً بہت زیادہ مضطرب تھے، وہ چونک پڑے۔ ان کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت ابوبکرؓ سے اس آیت کو سنا تو زمین میرے پاؤں تلے سے نکل گئی اور (افراطِ غم سے) میں زمین پر گر پڑا۔

(بخاری شریف)

وہ وقت بھی کس قدر ہولناک اور نازک تھا جب کہ ایک طرف ارتداد کی آگ یمن سے لے کر نواحِ مدینہ تک مشتعل تھی تو دوسری طرف یہود اور نصاریٰ نے (فتنہ) ارتداد کو دیکھ کر سرکشی شروع کر دی تھی۔ اس حالت کا نقشہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ان الفاظ میں کھینچا ہے:-

وَارْتَدَّتِ الْعَرَبُ اِمَّا عَامَّۃً اَوْ خَاصَّۃً مِّنْ کُلِّ قَبِیْلَۃٍ وَ ظَھَرَ النِّفَاقُ واشرأبت الیہودیۃ و النصرانیۃ و بقی المسلمون کالغنم فی اللیلۃ المطیرۃ لفقد نبیہم و قلتہم و کثرۃ عدوھم۔

ترجمہ:- عرب کے قبائل مرتد ہو گئے یا تو قبیلے کا قبیلہ یا ہر ایک قبیلے میں سے خاص لوگ اور

منافق جن کا وجود ابھی باقی تھا ظاہر ہو گئے۔ یہودیت اور نصرانیت نے سر ابھارا اور مسلمان اپنے نبیؐ کی وفات پانے اور اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت کی وجہ سے بے یارو مددگار رہ گئے جیسے بکریوں کا گلہ بارش کی تاریک رات میں بغیر چرواہے کے رہ جاتا ہے۔

ایسی خطرناک حالت میں اجلّ صحابہ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ جیسے متشدد فی امراللہ کی رائے تھی کہ مرتدین وغیرہ سے لڑائی نہ کی جائے۔ مگر حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے استقلال، حسن تدبیر اور تبلیغ سے ایک طرف صحابہ کرامؓ کی ہمتوں کو بلند کیا۔ تو دوسری طرف فتنۂ ارتداد کا قلع قمع کر دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ کو کہنا پڑا کہ:-

ان اللہ شرح صدد ابی بکو للقتال فعرفت انہ الحق

حضرت ابوبکرؓ کی اس عظیم الشان خدمت کی طرف حضرت ابن مسعودؓ کا یہ قول مشیر ہے:-

لقد قمنا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما کدنا نھلک فیہ لو لا ان اللہ اعاننا بابی بکو

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم پر ایسا وقت آ گیا تھا کہ اگر اللہ تعالےٰ ابوبکرؓ سے ہماری امداد نہ فرماتا تو ہم بالکل غارت ہو جاتے۔

واقعہ بھی یوں ہی ہے۔ کہ بر وقت حضرت ابوبکرؓ کی اولوالعزمی اور ثابت قدمی نے اسلام کی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دیا۔ اور ان فتنوں کا سدِّباب کر دیا جن سے دینِ متین کی بنیادیں متزلزل نظر آ رہی تھیں۔

نماز قائم کرو

آپ کی دنیاوی اور دینی بہتری اسی میں ہے۔

عبدالکریم سعدی ٹنڈو الہ یار

اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ

مال اور اولاد کی محبت میں انسان اس قدر باؤلا بن جاتا ہے کہ بعض مرتبہ خداوند قدوس سے بھی لاپرواہی برتنے لگتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم اپنی اولاد سے جس قسم کی محبت کر رہے ہیں وہ محبت ہمارے اور ہماری اولاد کے حق میں کس حد تک درست اور نجاتِ آخرت کے اعتبار سے مفید ہے یا نقصان دہ! اس لئے آیئے اس ضمن میں قرآن حکیم سے اپنے سوال کا جواب طلب کریں اور دیکھیں کہ احکام خداوندی کیا ہیں۔ ارشاد ہے

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوٓا أَنفُسَكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ نَارًا وَّقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ٥

(سورۃ التحریم - ع ۱)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر (عذاب دینے کے لئے) وہ فرشتے مقرر ہیں۔ جو بڑے سخت دل (بنائے گئے ہیں) اور بڑے مضبوط ہیں۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کو حکم دے دیا ہے وہ (ذرا بھی) اس کی خلاف ورزی نہیں کرینگے اور جس کام کے لئے وہ مامور کئے گئے ہیں وہ اس کو (پورا پورا) انجام دیں گے۔

اے ایمان والو! چونکہ بہت سے لوگوں سے اہل و عیال (بیٹے بیٹیاں اور بیوی) کی دینی اصلاح و تربیت کے بارے میں کوتاہی ہوتی ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے اہل و عیال کے اس حق کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی ہے کہ ان کو دیندار بنانے کی اور اللہ تعالےٰ کے رستے اور رضائے الٰہی پر چلانے کی اسی طرح فکر اور کوشش کی جائے جس طرح کہ ہر صاحب ایمان کو اپنی جان کو دوزخ سے بچانے کی فکر دامنگیر ہوتی رہے۔

آج کی اولاد کو اچھے سے اچھے قیمتی لباس اور اعلیٰ سے اعلیٰ مکتوں میں تعلیم دلانے کے ساتھ ساتھ ضرورت ہے کہ اس کو فرائض خداوندی اور احکام نبوی سے بھی آگاہ رکھا جائے۔ اور یہی چیز نجات اخروی کا ذریعہ ہے۔

آہ——! کس قدر مقام افسوس ہے کہ آج کا معصوم بچہ جو صحیح تعلیم و تربیت سے حضرت خالدؓ بن ولید کی طرح مجاہد و متقی بن سکتا ہے۔ جو محمدؒ بن قاسم کی طرح فاتح اور خداترس بن سکتا ہے۔ وہ ماں باپ کی غفلت کا شکار ہو کر صرف دنیاوی دکھاوے کا "شو بوائے"

بنا پھرتا ہے۔ کس قدر مقام افسوس ہے کہ ہمارے معصوم بچوں کو صحیح کلمہ تک نہیں آتا۔ مگر فلمی گانے اور دیگر تمام خرافات انہیں نوک بر زبان یاد ہیں۔ ہماری اس غفلت کی طرف قرآن حکیم نے تنبیہ فرمائی ہے کہ

"اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔" الآیۃ

اے اللہ! اے رب العالمین! تو اپنی بے پایاں رحمت سے ہر باپ کو توفیق عطا فرما کہ وہ اولاد کو دینی تعلیم سے مالا مال کرے اور ہر اولاد کو ہدایت کر کہ وہ تیرے دین کے سپاہی و مجاہد بنیں۔ ماں باپ کی اطاعت اور دین برحق کی تابعداری کر کے دینی، دنیاوی اور اخروی سرخروئی حاصل کریں۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

عبداللہؓ بن سلام کہتے ہیں کہ تورات میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات لکھی ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپؐ کی قبر میں عیسیٰ بن مریم بھی دفن ہوں گے (قبر سے مراد وہ جگہ ہے۔ جہاں آپ کی قبر ہے) ابوداؤد راوی کا بیان ہے کہ جس حجرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اس میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی)

ایجنٹ حضرات سے

التماس ہے کہ پرچہ دفتر سے روانہ ہونے سے قبل تعداد کم یا زیادہ کروالیا کریں۔ ایک ہی ہفتہ میں دوسری بار پرچہ بھیجنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات پرچے ختم ہو جاتے ہیں۔ نیز جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ ارسال فرمادیں۔

انوارِ مجددی

مرتبہ و مؤلفہ: پروفیسر یوسف سلیم چشتی

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۳۸۴

کاغذ، کتابت، طباعت گوارا۔ قیمت چار روپے

ملنے کا پتہ

عشرت پبلشنگ ہاؤس، ہسپتال روڈ، انارکلی لاہور

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات بلا شبہ دینی جواہرات کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہیں۔ اور تین سو سال سے مسلمانان عالم ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔ خصوصاً اس دور مادیت میں جبکہ مسلمانوں کے اذہان، افکار مغرب سے مسموم ہو رہے ہیں۔ مکتوبات شریف کے معارف عالیہ ان کے حق میں تریاق اکبر کا حکم رکھتے ہیں۔ مگر اس زمانے میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو مکتوبات جیسی ضخیم کتاب کے مطالعہ کے لئے وقت نکال سکتے ہیں۔ نیز جب تک صوفیانہ ادب پر عبور نہ ہو۔ کوئی شخص خواہ وہ فارسی اور عربی دان کیوں نہ ہو۔ ان مکتوبات سے کما حقہٗ مستفید نہیں ہو سکتا۔

مقام مسرت ہے کہ پروفیسر صاحب نے اس دشواری کو محسوس کیا اور مکتوبات شریف کا خلاصہ آسان اردو زبان میں اس انداز سے مرتب کر دیا کہ جو مباحث یا مضامین، سیر و سلوک، احوال و مواجید اور اسرار و رموز سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور بدیں وجہ عوام کی فہم سے بالاتر ہیں انہیں حذف کر دیا اور جو مضامین عقائد و اعمال، پند و موعظت، اصلاح نفس اور احکام شرعی پر مشتمل ہیں۔ انہیں اس تلخیص میں شامل کر لیا ہے۔ اس طرح یہ تلخیص بیک وقت عام فہم بھی ہو گئی ہے اور مسلمانوں کے لئے روحانی اور اخلاقی اعتبار سے رہنما بھی۔

پروفیسر صاحب نے جا بجا مفید حواشی بھی درج کئے ہیں۔ جن کی بدولت کتاب میں علمی رنگ بھی پیدا ہو گیا ہے۔ نیز جن لوگوں کے نام مکتوبات لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے اکثر افراد کے مختصر حالات بھی درج کر دئیے ہیں۔

تیسری خوبی یہ ہے کہ شروع میں ہر مکتوب کا خلاصہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔ اسلوب بیان بہت شگفتہ اور دلکش ہے۔

ہماری رائے میں پروفیسر صاحب نے مکتوبات کی تلخیص کر کے بہت بڑی دینی خدمت انجام دی ہے اور ہم اپنے ناظرین سے اس کتاب کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں۔ انشاء اللہ انہیں بہت سے علمی، دینی اور روحانی فوائد حاصل ہوں گے۔

بقیہ فضائل شب برات

ص۱۰ سے آگے

تھا کہ خدا اور خدا کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا حق دبا رکھینگے (تمہارا یہ خیال غلط ہے) بلکہ جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں رات ہے اور خداوند عالم اس رات میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو کہ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوتے ہیں مگر اس میں خدائے تعالےٰ مشرکین، کینہ ور، ماں باپ کے نافرمان، شراب کے عادی پر نظر رحمت نہیں ڈالتا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے کپڑے اتار کر فرمایا کہ اے عائشہؓ! کیا تم مجھ کو اجازت دیتی ہو۔ کہ آج رات بھر نماز پڑھوں۔ میں نے کہا کہ بے شک آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ نے قیام کے بعد سجدہ طویل کیا یہاں تک کہ مجھ کو یہ خیال ہو گیا کہ آپ کی وفات ہو گئی تو میں چھونے کا ارادہ سے اٹھی۔ اور آپ کے تلوؤں پر اپنا ہاتھ رکھا تو کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ میں نے آپ کو سجدہ ہی میں یہ کہتے پڑھتے سنا کہ —

اَعُوْذُ بِكَ بِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اِلَّا كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔

صبح کو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! تم اس دعا کو یاد کرو گی؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور۔ آپ نے فرمایا کہ سیکھ لو مجھ کو یہ کلمات جبرئیلؑ نے سکھائے ہیں اور کہا ہے کہ سجدہ میں ان کو بار بار پڑھا کرو۔

ایفائے عہد

محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل لاہور

سیرت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مطالعہ کرنے والا معمولی طالب علم بھی صلح حدیبیہ کے واقعہ سے ضرور واقف ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رویّہ شروع سے صلح کُن رہا۔ اور بڑے بڑے نازک مراحل سے گذرنے کے بعد بھی آپؐ کی نرم مزاجی اور برداشت میں ذرّہ بھر فرق نہ آیا۔ اِدھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت اور نرمی کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ لیکن اس کے خلاف اُدھر قدم قدم پر قریش کا رویّہ ایسا تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غصّہ آئے اور جنگ تک نوبت پہنچے۔

آپ صرف آخری مرحلہ کو نظر میں رکھئے —— عین اس وقت جب کہ صلح حدیبیہ کی شرائط تحریر ہو رہی ہیں ۔ یہ کمزور شرائط مسلمانوں کے جذبات کے برعکس مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منظوری اور مرضی سے لکھی جا رہی ہیں ۔

اگرچہ بظاہر شرائط صلح کمزور نظر آتی تھیں مگر خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس حکمت کو بہتر جانتے تھے قرآن مجید میں خدا تعالےٰ نے اس صلح کو "فتح مبین" کہا ہے ایک دو شرائط یہ ہیں ۔ کہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہ کریں ۔ اس عرصے میں اگر قریش کا کوئی شخص مسلمان ہو کر جائے گا تو اسے واپس لوٹانا ہوگا ۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی منکر ہو کر مکّہ آ جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائیگا عین اس وقت ابو جندلؓ ایک نو مسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی " یا رسول اللہ ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلیں "۔

مسلمانوں کے جذبات اس وقت بے حد متلاطم تھے ۔ کیونکہ شرائطِ صلح بظاہر کمزور نظر آتی تھیں اور قریب ہے کہ مسلمان رنج و افسردگی سے ہلاکت کو پہنچ جائیں ۔ اِدھر نو مسلم پناہ طلب کرنے والے کا مشرک باپ سہیل بن عمرو بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا — اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ تو ابھی طے ہو چکا ہے کہ ابو جندل کو آپ کے ساتھ نہیں جانے دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو ٹھیک کہتا ہے ۔ اس جواب سے دلیر ہو کر اس نے ابوجندلؓ کو پیچھے کھینچنا شروع کر دیا۔ تاکہ اسے قریش سے ملا دے۔ اس پر ابوجندلؓ نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا کہ " اے مسلمانو! میں اس لئے قریش کی طرف واپس بھیجا جا رہا ہوں تاکہ وہ مجھے میرے دین کی خاطر جی بھر کر تنگ کر لیں "۔

مسلمانوں کے دل غم اور غیظ و غضب سے پہلے ہی لبریز تھے ۔ اس واقعہ سے اس میں اور اضافہ ہوا۔ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انتظار ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجندلؓ کو تسلّی دی اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ عنقریب کشائش کی راہ پیدا کر دے گا اب چونکہ عہد کر چکا ہوں اس لئے وعدے کے

جلد ۱۵ ۲۶ جنوری ۱۹۶۲ء
نمبر ۲۷/۶۰

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری ۶/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T.۲۷۳۰-۲۳۸۱ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا